

تین ہجری کا ہندی مسلمان... رتن سین

<?xml encoding="UTF-8">

تاریخ نویسوں نے ہندوستان میں اسلام کی آمد حجاج بن یوسف کے نو عمر کمانڈر محمد بن قاسم سے منسوب کی ہے

اور یہ ایسی ذہنیت کا نتیجہ ہے جو اسلام کو تلوار کے زور پر پھلتا پھولتا مانتی ہے، یہاں بھی یہی ظاہر کیا گیا ہے کہ محمد بن قاسم نے ہندوستان پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں ہندوستان میں اسلام کی داغ بیل پڑ گئی، لیکن تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور سرکار رسالت مآب کے معجزہ شق القمر سے ہندوستان ضیاء اسلام سے منور ہوگیا تھا، کتاب ”بیان الحق و صدق المطلق“ مطبوعہ تہران 1322ھ میں فخر الاسلام لکھتے ہیں کہ حافظ مری نے ابن تیمیہ سے نقل کیا ہے کہ بعض مسافروں نے بتایا کہ ہم نے ہندوستان میں ایسے آثار دیکھے جو معجزہ شق القمر سے متعلق تھے... جن میں سے ایک درگاہ ضلع جے پی نگر کی تحصیل دھنورہ میں نوگانواں سادات سے تقریباً 16 کلومیٹر کے فاصلے پر دریائے گنگا کے کنارے موجود ہے

جس میں کنور سین اور ان کے وزیر حاجی رتن سین دفن ہیں اور تحصیل دھنورہ کے مال خانے میں اس کا اندراج درگاہ شق القمر کے نام سے ہے، اس درگاہ کی 300 بیگھا زمین ہے جس کا بیشتر حصہ خورد برد ہوچکا ہے، اور اس درگاہ پر ہولی کے بعد آنے والی جمعرات کو عرس و میلا بھی لگتا ہے... 13 شعبان قبل ہجرت پورن ماشی کے موقع پر ہندوستان میں جب راجا مہا راجاؤں نے چاند کو دو حصوں میں دیکھا تو انہیں بڑی حیرت ہوئی، نجومیوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ عربستان سے محمد نام کے پیغمبر نے یہ معجزہ دکھایا ہے، راجاؤں نے اپنے نمائندے تصدیق کے لئے عربستان روانہ کئے جن میں شمالی ہندوستان کی چھوٹی سی ریاست کھاہڑی کے راجا کنور سین نے بھی اپنے وزیر رتن سین کو مدینہ منورہ کے لئے روانہ کیا... کھاہڑی ریاست موجودہ اترپردیش کے ضلع جے پی نگر و بجنور کے دریائے گنگا سے متصل علاقوں پر محیط تھی،

اس ریاست میں پراکرت زبان بولی جاتی تھی... رتن سین کے مدینہ جانے اور مع ساتھیوں کے ایمان لانے پر تو سب متفق ہیں مگر ان سے متعلق جو داستانیں سنائی جاتی ہیں اُن سے علماء نے اختلاف کیا ہے، شمس الدین بن محمد جزری کہتے ہیں کہ میں نے عبد الوہاب بن اسماعیل صوفی سے سنا کہ جب ہم 675 ہجری میں وارد شیراز ہوئے تو ہماری ملاقات شیخ معمر محمود بن رتن سین سے ہوئی انہوں نے ہمیں بتایا کہ میرے بابا رتن سین نے معجزہ شق القمر دیکھا تھا اور یہی معجزہ ان کی ہندوستان سے عرب ہجرت کا سبب بنا اور جب رتن سین مدینہ پہنچے تو مسلمان (جنگ احزاب کے لئے) خندق کھود رہے تھے، (رتن سین) نے رسول اللہ کی صحبت اختیار کی...

(تذکرۃ الموضوعات، مولف محمد طاہر بن علی ہندی، متوفی 986ھ ناشر امین، قج، بیروت، لبنان)

رتن سین کے بارے میں عرب و عجم محققین و علماء نے 600 سال سے زائد طولانی عمر بیان کی ہے جس کا مآخذ سنے سنائے قصے ہیں ”دائرة المعارف قاموس عام لكل فن و مطلب“ کی آٹھویں جلد مطبوعہ لبنان میں رت، ن کے ذیل میں رتن کا تذکرہ کرتے ہوئے معلم بطرس بستانی نے لکھا ہے کہ: رتن ہندی نے دوبار رسول اللہ کی زیارت کی اور آپ نے انہیں طولانی عمر کی دعا دی جس سے ان کی عمر 600 سال سے زائد ہوئی، علامہ ابن حجر مکی نے الاصابہ فی معرفة الصحابہ میں اور علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال اور لسان العرب میں

رتن سین کی طولانی عمر کے قصے کو فرضی قرار دیا ہے،

ہندوستان میں جو دستاویز رتن سین اور ان کے راجا کنور سین سے متعلق موجود ہیں ان سے رتن سین کی عمر 600 سال ثابت نہیں ہے، بلکہ سن 3 ہجری میں رتن سین مشرف بہ اسلام ہوئے، 3 ہجری سے 7 ہجری تک مدینہ میں قیام کیا

اور 11 ہجری میں وفات پائی، لہذا رتن سین کی 600 سال عمر والا قصہ بے بنیاد ہے، ماسٹر سید اختر عباس نوگانوی رٹائرڈ پرنسپل گورنمنٹ کالج امروہہ کی تحقیق کے مطابق رتن سین سے متعلق معلومات کنور سین کی قبر پر لگے کالے قیمتی پتھر (سنگ موسیٰ) سے ریلوے پولس انسپکٹر سید صادق حسین، نانوتہ، سہارنپور اور مولوی ارتضیٰ حسین امروہوی مقیم ریاست رامپور کو 1931ء میں حاصل ہوئی تھیں جس کا پتہ سید صادق حسین نانوتوی کو سید احمد حسین رضوی حسن پوری نے دیا تھا،

انسپکٹر صادق حسین اور مولوی ارتضیٰ حسین صاحبان نے اس پتھر کی عبارت پڑھنے اور ترجمہ کرنے کے لئے مرادآباد کے محلہ کسرول سے پنڈت برہما نند کو تلاش کیا جن کی عمر اُس وقت 95 سال تھی، پنڈت برہما نند نے اس پتھر کو دیکھ کر بتایا کہ یہ پراکرت زبان میں ہے، بہر حال پنڈت برہما نند ترجمہ کرتے رہے اور یہ لوگ لکھتے رہے، اس کی اجرت پنڈت برہمانند نے اُس وقت (1931ء میں) 300 روپیہ لی تھی، راجا کنور سین کی قبر کے اس پتھر پر یہ عبارت حاجی رتن سین نے 25 ذی قعدہ 8 ہجری کو راجا کے دفن کے بعد کندہ کرائی تھی، رتن سین نے اس پتھر پر دیگر اہم باتوں کے علاوہ یہ بھی لکھ تھا کہ میں نے 3 سال خدمت رسول اللہ میں رہ کر بھوج پتر پر حالات تحریر کئے ہیں جو کتاب کی شکل میں مجاور کے پاس ہیں اور اس کو ہدایت کردی ہے کہ اس کو ضائع نہ کرے، جب صادق حسین کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے مجاور شیخ عبدالرزاق سے کہا کہ اگر آپ واقعی اس درگاہ کے مجاور ہیں تو ضرور آپ کے پاس بھوج پتر پر لکھی کتاب ہوگی ورنہ اصل مجاور کوئی اور ہے اس بات کو سن کر شیخ عبدالرزاق گھر میں گئے

اور ٹین کے ڈبے میں بند مطلوبہ بھوج پتر پر لکھی ہوئی کتاب نکال کر لائے اور دور سے صادق حسین کو دکھادی، صادق حسین نے کہا کہ یہ کتاب امانت کے طور پر ترجمہ کے لئے دے دو، اس پر مجاور شیخ عبدالرزاق نے کہا کہ میں اسے چھونے بھی نہیں دوں گا، اس کے بعد 1975ء میں صدر العلماء مولانا سید سلمان حیدر صاحب نوگانوی نجفی، مولانا روشن علی صاحب سلطان پوری نجفی، مولانا مشکور حسین صاحب نوگانوی اور مولانا نعیم عباس صاحب نوگانوی وغیرہ بھی درگاہ پہنچے اور مجاور سے کتاب کا ترجمہ کرانے کی خواہش ظاہر کی لیکن اس نے ایک نہ سنی، اگر مجاور با شعور مسلمان ہوتا تو از خود کوشش کر کے اس کتاب کا دنیا کی تمام زندہ زبانوں میں ترجمہ کرا کے شائع کرادیتا جس سے تاریخ نویسوں کو بہت مدد ملتی اور اثبات حق کے لئے یہ کتاب بہترین دستاویز شمار ہوتی، مجاور اور اس کے گھروالوں نے نہ یہ کہ کتاب ترجمہ کے لئے نہ دی بلکہ پتھر کی عبارت کا ترجمہ سن کر راتوں رات قبر سے اکھاڑ کر پتھر بھی غائب کرادیا، جب بے شعور مسلمانوں کی یہ حالت ہے تو ہم حکومت کے محکمہ آثار قدیمہ سے کیاشکایت کریں، اگر آثار قدیمہ نے اس اہم دستاویز کو ضائع ہونے سے بچالیا ہوتا تو آج محققین کو اس میں شک نہ ہوتا کہ ہندوستان نور اسلام سے حضرت محمد مصطفیٰ کی حیات طیبہ ہی میں منور ہو گيا تھا،

مجاوروں نے وہ تمام پتھر بھی ہٹوا دیئے جن پر تاریخیں کندہ تھیں، رتن سین کی قبر کا پتھر بھی غائب کرادیا، مگر ان کتبوں اور پتھروں کی نقول کاغذاتِ مال میں دھنورہ تحصیل میں موجود ہیں، راجہ کنور سین کی قبر پر لگے پتھر کی عبارت کے ترجمے سے چند تاریخی حقائق اور واضح ہوجاتے ہیں، پتھر پر معجزہ شق القمر کی

تاریخ 13 شعبان قبل ہجرت پورن ماشی کے موقع پر لکھی ہے، آیت اللہ مکارم شیرازی تفسیر نمونہ کی جلد 23 مطبوعہ قم میں صفحہ 18 پر سورہٴ قمر کی پہلی آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ بعض روایات سے استفادہ ہوتا ہے کہ یہ معجزہ ہجرت کے نزدیک مکی زندگی کے آخری ایام میں رونما ہوا تھا اور حضور نے یہ معجزہ اُن حقیقت کے متلاشی افراد کے کہنے پر انجام دیا تھا جو مدینہ سے خدمت پیغمبر میں مکہ آئے تھے اور عقبہ میں انہوں نے حضور کی بیعت کی تھی، اس روایت کو علامہ مجلسی نے بحار الانوار کی جلد 17 کے صفحہ 35 پر درج کیا ہے ،

لی بعض علماء نے معجزہٴ شق القمر کو ہجرت سے 8 سال قبل بیان کیا ہے جس کو حضور نے ابو جہل و ابو لہب کے کہنے پر انجام دیا، بہر حال رتن سین کا تعلق اُسی معجزے سے ہے جو حضور نے مکی زندگی کے آخری ایام میں انجام دیا، رتن سین کے مدینہ منورہ پہنچنے کی تاریخ 5 رمضان 3 ہجری اور کھابڑی واپس آنے کی تاریخ 12 صفر 8 ہجری درج ہے اور رتن سین کی قبر پر لگے پتھر پر رتن سین کی تاریخ وفات 11 ہجری درج ہے رتن سین نے راجا کی قبر کے پتھر پر یہ بھی لکھوایا تھا کہ مدینہ پہنچنے پر رتن سین اور ان کے ساتھیوں کو حضرت علی کے یہاں مہمان رکھا گیا اور بہت شاندار ضیافت کی گئی ... رتن سین کے مدینہ پہنچنے کے 10 روز بعد 15 رمضان 3 ہجری کو رسول خدا کے پہلے نواسے حضرت امام حسن کی ولادت ہوئی، رتن سین نے امام حسن کو سچے موتیوں کی مالا پہنائی جو رنگ تبدیل کر کے سبز ہو گئی اس پر رتن سین کو بڑی حیرت ہوئی اور رسول خدا سے اس کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا یہ میرا فرزند زہر دغا سے شہید کیا جائے گا (جس سے بدن سبز ہو جائے گا) سن 4 ہجری میں رسول اسلام کے دوسرے نواسے حضرت امام حسین کی ولادت 3 شعبان المعظم کو ہوئی ، اس بچے کو دیکھ کر رتن سین بہت خوش ہوئے اور ان کے گلے میں بھی سفید سچے موتیوں کی مالا پہنائی، رتن سین کے دیکھتے ہی دیکھتے اس مالا کے موتی سرخ ہو گئے، رسول اللہ نے اس کا سبب یہ فرمایا کہ کربلا کے میدان میں یہ میرا فرزند تین دن کا بھوکا پیاسا مع عزیز و اقربا شہید کیا جائے گا، یہ فرما کر رسول اللہ بے ساختہ رونے لگے ... رتن سین نے رسول اللہ سے 300 حدیثیں بھی روایت کی ہیں جن میں چند حدیثوں کو الاصابہ فی معرفة صحابہ میں ابن حجر مکی نے، لسان العرب و میزان الاعتدال میں ذہبی نے رتن سین کی موضوعہ حدیثوں کے طور پر بعنوان مثال نقل کیا ہے ،

حدیثیں یہ ہیں: = رتن سین کہتے ہیں کہ ہم خزاں کے موسم میں رسول اللہ کے ساتھ ایک درخت کے نیچے تھے اور ہوا چل رہی تھی جس سے پتے گر رہے تھے یہاں تک کہ اس درخت پر ایک بھی پتہ باقی نہ بچا تو رسول اللہ نے فرمایا کہ جب مومن فرض نماز کو جماعت سے پڑھتا ہے تو اس سے گناہ اسی طرح ختم ہوجاتے ہیں جیسے اس درخت سے پتے = رتن سین کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جس نے کسی مالدار کی عزت اس کے مال کی وجہ سے کی اور محتاج کی بے عزتی اس کی ناداری کی وجہ سے کی تو اس پر ہمیشہ اللہ کی لعنت ہوگی مگر یہ کہ توبہ کر لے = رتن سین کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ: جو شخص آل محمد کی دشمنی پر مرے گا وہ کافر کی موت مرے گا = رتن سین کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ عالم کے لباس پر اس کی دوات کی سیاہی کا نقطہ اللہ کو شہید کے پسینہ کے سو قطروں سے زیادہ پسند ہے = رتن سین کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جو روز عاشورا امام حسین پر گریہ کرے گا وہ قیامت کے روز اولو العزم پیغمبروں کے ساتھ محشور ہوگا = رتن سین کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ روز عاشور کا گریہ قیامت میں نور تام (کا باعث) ہوگا

رتن سین کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جس نے تارک الصلوٰۃ کی ایک لقمہ سے مدد کی گو یا اس نے تمام انبیاء کے قتل میں مدد کی ، اگر ہم رتن سین کو سچا مان لیں تو پھر رتن سین محدث، صحابیؑ رسول، محب

اہل بیت اور ہندوستان کے اولین مسلمان شمار ہوں گے ، اور اگر علمائے رجال ابن حجر اور علامہ ذہبی کے مطابق رتن سین کو ثقہ نہ مانیں تو صحابی ؑ رسول ، محب اہل بیت اور ہندوستان کے اولین مسلمان تو تھے ہی حالانکہ مذکورہ حدیثیں بھی کسی نہ کسی راوی کے ذریعہ ہم تک پہنچ چکی ہیں ... رتن سین کے علاوہ موجودہ مدھیہ پردیش کے مالوہ میں ریاست دھار کے راجہ بھوج بھی معجزہ ؑ شق القمر کے بعد ایمان لے آئے تھے اور انہوں نے اپنے عہد میں تین مسجدیں ایسی بنوائیں جو آج تک صحیح حالت میں ہیں ، ایک مسجد دھار میں ہے دوسری بھوجپور میں اور تیسری مانڈوہ میں ہے جنہیں دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ ہندوستان میں اسلام کی آمد محمد بن قاسم کے حملے سے نہیں بلکہ رسول اسلام کے معجزہ ؑ شق القمر کی برکت سے ہوئی تھی ، اس کے علاوہ ایک اور ہندوستانی راجا کا تذکرہ کرتے ہوئے علامہ مجلسی نے اپنی 110 جلدی کتاب کی 51 ویں جلد میں باب 19 صفحہ 253 پر لکھا ہے کہ یحییٰ بن منصور نے کہا کہ ہم نے ”صوح“ شہر میں ہندوستانی راجا کو دیکھا جس کا نام سرباتک (کسی ہندی نام کا بگڑا ہوا عربی لفظ) تھا اور وہ مسلمان تھا ،

وہ راجا کہتا تھا کہ رسول اللہ کے دس صحابہ حذیفہ بن یمان، عمرو بن العاص، اسامہ بن زید، ابو موسیٰ اشعری، صہیب رومی اور سفینہ وغیرہ نے مجھے اسلام کی دعوت دی اور میں نے اسلام قبول کر لیا اور نبی کی کتاب (نبی کا خط یا قرآن) کو قبول کر لیا... محققین کو چاہئے کہ وہ اس موضوع پر سنجیدگی سے تحقیق کریں ، بے شمار سندیں موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستان میں اسلام اپنے انقلاب کے ابتدائی ایام ہی میں وارد ہو گیا تھا